پاس زیادہ علالت کی وجہ سے صاحبِ فراش تھے، علاج معالجہ جاری تھا مگر اب معلوم ہو گیا تھا کہ دوراہے پہ ہے کارواں زندگی کا !!

بالآخر وقتِ معیّن پر اپنے ربّ کے حضور جا پہنچے: اللھم اغفر لہ وارحمہ

.... ☆ .... ☆ ....

ثانی الذکر ہمارے دیرینہ دوست مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی اچانک خبر ہم پر بجلی بن کر گری۔ ۱۵/ مارچ ۲۰۱۱ء کی شام لاہور میں متحدہ علما بورڈ، پنجاب کے اجلاس کے موقع پر پروفیسر عبد الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے بتایا کہ آج بعد نمازِ ظہر گوجرانوالہ میں مولانا محمد اعظم وفات پاگئے ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون!

اُنھوں نے معمول کے مطابق اَسباق پڑھائے، جن کی چند ساعتوں کے بعد دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ مرکز سے لے کر گوجرانوالہ تک کو رنج و ملال میں مبتلا کر گئے۔ مولانا مرحوم لڑکپن کے زمانہ میں ہماری طرح گوجرانوالہ میں اہل حدیث نوجوانوں کی تنظیم شبان اہل حدیث کے سیکرٹری جنرل اور شیخ محمد یوسف وان سوتڑی والے صدر ہوا کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنسوں کے موقعوں پر انتظام و انصرام کے بہت سے اُمور شبان نوجوان انجام دیتے تھے۔ مرکزی جمعیت کی سرپرستی میں اگرچہ اس تنظیم کا دائرہ کار ملک بھر میں تھا، لیکن لاہور، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کی تنظیمیں نسبتاً زیادہ فعال اور سرگرم تھیں جس کی ایک وجہ ان اَضلاع میں جماعتی افراد کی کثرت اور مالی وسائل کی فراوانی تھی۔

مولانا محمد اعظم میں اپنے بلند مرتبت اَساتذہ حضرت حافظ محمد گوندلوی، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے شرفِ تلمّذ اور فیوض کی بیشتر علامتیں پائی جاتی تھیں۔ حضرت حافظ صاحب گوندلوی کی طرح تدریسی مہارت، وسیع مطالعہ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل کی طرح خطابت وتقریر کی جولانیاں اور بصیرت وسیاست، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ کی طرح قیادت و سیادت کی جولانیاں اپنے میں وہ لئے ہوئے تھے۔ جامعہ اِسلامیہ آبادی حاکم رائے کی مسندِ تدریس میں ان کی سج دھج اور جماعتی و مسلکی اسٹیج پر ان کی جلوہ افروزی رونقوں کو دوبالا کرتی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے عاملہ و شوریٰ اور کابینہ کے اجلاسوں کے مولانا محمد اعظم روح رواں ہوتے، ان کی تجاویز و آراء اور مدلّل بحث و گفتگو کو بڑی وقعت حاصل ہوتی۔ پروفیسر ساجد میر صاحب کے وہ قریبی اور مخلص رفقا میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ع

یادیں کبھی محو نہیں ہوتیں، بس او جھل ہو جاتی ہیں!!

گوجرانوالہ میں سرکاری اور غیر سرکاری نیز تمام مکاتبِ فکر کے اہم مشترکہ پروگراموں میں ان کا نمایاں کردار ہوتا اور اس سلسلہ میں ان میں کوئی مداہنت یا مصلحت آڑے نہ آتی۔ مسلک کی بھرپور اور کھلم کھلا نمائندگی کا کمال حق ادا کرنا ان کا فرضِ اوّلین ہوتا۔ فیصل آباد میں منٹگمری بازار کی سالانہ عظیم الشان خلافتِ راشدہ کانفرنس اور جامع اہل حدیث امین پورہ کی سالانہ سیرت کانفرنس میں کئی مرتبہ ان کی شعلہ نوا تقریروں سے سامعین محظوظ ہوئے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بحیثیتِ مرکزی ناظم تعلیمات جب بھی وہ تشریف لاتے، طلبہ کو تربیتی انداز میں خطاب فرماتے اور جماعت کے مرحوم اکابرین کے تذکرہ سے طلبہ میں ایک ولولہ پیدا کر دیتے۔

مولانا محمد اعظم بلاشبہ ہمہ صفات شخصیت تھے جن کی تدریسی و تبلیغی اور مرکزی سطح کی خدماتِ جلیلہ کی تفصیلات کے لیے ایک مستقل کتاب چاہیے۔ خطابت و تعلیمات کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ جماعتی رسائل میں ان کے معلوماتی مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے جنہیں وہ افادۂ عام کے لیے پمفلٹ کی شکل دے دیتے۔ اہم اور وقت کے ضروری اَحوال و مسائل پر ان کے تحقیقی مقالے اگر یکجا کر دیئے جائیں تو وہ نوجوان علما کے لیے انتہائی راہنما اور سبق آموز ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ان کے لائق بیٹے اور شاگردوں کا وسیع حلقہ اس پہلو پر ضرور توجہ دے گا۔ تحریکِ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں ان کا مقامی طور پر امتیازی رول ایک علیحدہ باب ہے۔

گذشتہ چند سالوں سے مولانا محمد اعظم علیہ الرحمہ فالج کے حملہ کے بعد وہ پہلی سی قوت و توانائی تو نہ رکھتے تھے تاہم دین حق کی تبلیغ و دعوت کی والہانہ تڑپ اور اس سلسلہ کے مقامی و بیرونی پروگراموں میں شرکت کے لیے ہمہ وقت وہ تیار رہتے۔ مرکزی جمعیت کے اجلاسوں میں شمولیت لازمی سمجھتے اور ان کی کارروائیوں میں بھرپور حصہ لیتے۔